جغرافیہ سیرت پر جدید تحقیقات: اہم مصادر کا تجزیاتی مطالعہ

Modern Studies on Geographical Study of Sirah: An Analytical Study of Primary Sources

Dr. Muhammad Abubakar Siddique
Research Associate, Islamic Research Index, AIOU Islamabad
Email: muhammad.abubakar@aiou.edu.pk
ORCiD: 0000-0003-3160-5697

Abstract

Geographical study of Sirah is an emerging trend in contemporary research in the field of Islamic Studies. Current studies on geography of Sirah identifies the usefulness of Sirah and entails the need of guidance derived from Sirah to resolve the different kinds of problems like Inequality and Injustice in distribution of physical resources. A distinguished aspect of this trend is that it also explores the Sirah guidance regarding the management of natural resources like water and lands. For administrative class, aforementioned trend in turn provides a valuable outcome by considering the teaching of prophetic management regarding distribution of physical resources.

The trend of this study proves that the study of the geographical aspects of Sirah is not only a valuable addition to the Sirah & Islamic Studies but also it has a potential of huge impact on society. Therefore, this study is more essential than before for sustainable development. This trend needs a scholarly review of the research and methodologies being used in this regard. This paper is a brief review of the literature of this subject.

Keywords: Trend of Study of Geography of Sirah, Geographical Aspects of Sirah, impacts of Geography of Sirah on Sirah Studies

مطالعات سیرت میں جغرافیائی مطالعہ کا مفہوم

رسول اللہ ﷺ کی ولادت وبعثت عرب کی سرزمین میں ہوئی جس کی وجہ سے عرب کے علاقے کو رسول اللہ ﷺ کی ذات کے ساتھ خصوصی نسبت حاصل ہے لیکن تمام عرب میں سے وہ علاقے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے یا کسی مقام سے آپ ﷺ گزرے یا اس سے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ایسے تمام مقامات کی جغرافیائی تفصیلات معلوم کرنا اور ان پہلوؤں کو واضح کرنا جو اب تک واضح نہیں ہوئے سیرت کا جغرافیائی مطالعہ کہلاتا ہے۔

مقامات کو اماکن بھی کہا جاتا ہے، عرب کی اسلامی تاریخ کے قدیم مصادر میں بعض کتب میں جغرافیائی معلومات کو 'اماکن' یا 'امکنہ' سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔اس طرح اس مطالعے کو "سیرت کے مقامات کا جغرافیائی مطالعہ" یا "اماکنِ سیرت کا جغرافیائی مطالعہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

سیرت کے مقامات یا اماکن کے تفصیلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ میدانوں، راستوں، آبادیوں، پہاڑوں، شہروں اور دیگر مقامات کا ذکر سیرت کے واقعات میں کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ ان سے متعلق جغرافیائی تفصیلات مختلف مصادر میں موجود ہیں اور موجودہ زمانے میں بھی ان اماکن سیرت کے محل وقوع، تاریخ اور دیگر تفصیلات پر متعدد تحقیقات سامنے آئی ہیں، بعض موضوعات پر مستقل کتب موجود ہیں جب کہ بعض موضوعات پر اختصاصی مطالعات بھی ہو چکے ہیں۔ بعض انسائیکلوپیڈیاز جغرافیہ سیرت پر خاصا علمی مواد رکھتے ہیں۔

مطالعہ سیرت میں جغرافیائی مطالعے کی اہمیت

مطالعہ سیرت کے رجحانات میں سیرت کے جغرافیائی مطالعے کا رجحان نسبتاً ایک نیا رجحان ہے جس کے نتیجے میں سیرت کے واقعات کی تفہیم میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ سیرت کے واقعات کو درست تناظر میں سمجھنے کے لیے اس نوعیت کی تحقیقات سے سیرت کی پوشیدہ تفصیلات سامنے آتی ہیں جس سے واقعات وروایاتِ سیرت کی گم شدہ کڑیاں آپس میں مل جاتی ہیں اور واقعات کی تفصیل کو جغرافیائی حوالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس طرح سے یہ ایک اکتشافی تحقیق ہوتی ہے جس سے روایات سیرت کے فہم میں درک اور بصیرت حاصل ہوتی ہے اور بحث کے مجموعی مطالعے سے موجودہ دور کے بہت سے مسائل کا حل بھی سامنے آتا ہے۔

عصر حاضر میں جغرافیائی جہات پر تحقیقات مختلف عنوانات کے ساتھ سامنے آ رہی ہیں۔ یہ تحقیقات نئی معلومات سے لبریز ہیں اور سیرت فہمی میں ان تحقیقات سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا جغرافیائی رجحان کا جامع مطالعہ کر کے اس اسلوبِ تحقیق کے خدوخال کو واضح کرنا اور ان تحقیقات کے مناہج کا مطالعہ و تجزیہ کرنا سیرت کی تحقیقات میں ایک نمایاں اضافے کا سبب بن سکتا ہے۔ سیرت کی جغرافیائی جہات پر مطالعے کی اہمیت کو معاصر و ممتاز سیرت نگاروں نے بھی اپنی تحریروں میں جابجا واضح کیا ہے۔

جغرافیہ سیرت سے متعلق ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"اس ضمن میں خاص طور پر ان علاقوں کا بیان بڑا اہم ہے جہاں کوئی غزوہ ہوا یا کوئی خاص واقعہ پیش آیا۔ یا رسول اللہ ﷺ نے کسی خاص قبیلہ کے ساتھ کوئی معاملہ فرمایا اور اس قبیلہ کو ایسی کوئی خاص مراعات عطا فرمائیں جو اوروں کو نہیں دی گئیں۔ ایسے قبائل کا جغرافیہ خاص طور پر ذکر کیا گیا کہ ان کو یہ مراعات کیوں دی گئیں اور باقیوں کو کیوں نہیں دی گئیں۔ جغرافیہ سیرت سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ بعض قبائل کو عطا کی جانے والی مراعات کا علاقائی اور مقامی پس منظر کیا تھا۔"[1]

سید سلیمان ندوی نے تاریخ ارض القرآن میں جغرافیہ قرآنی کی اہمیت سے متعلق لکھا ہے:

"اس موضوع کی اہمیت وضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار نہ ہو گا کہ قرآن مجید میں عرب کے بیسیوں اقوام اور بلاد و مقامات کے نام ہیں جن کی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علما تک ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات کہ تیرہ سو برس میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہیں لکھی گئی اور دوسری طرف غیروں کو انہیں افسانہ Legend کہنے کی جرات ہوئی......."۔[2]

سید سلیمان ندوی کا یہ اقتباس اگرچہ جغرافیہ قرآنی سے متعلق ہے مگر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن، سنت اور سیرت کے بہت سے بلاد و مقامات مشترک ہیں۔ قرآن، سنت اور سیرت کا باہمی تعلق بھی محتاجِ بیان نہیں ہے۔ جس طرح جغرافیہ قرآنی پر تحقیق ایک مستقل موضوع کے طور پر شناخت رکھتی ہے اسی طرح جغرافیہ سیرت کا مطالعہ بھی اسلامی لٹریچر میں اہمیت کا حامل ہے۔

"سیرت کی جغرافیائی جہات پر تحقیق کے رجحان کا تجزیاتی مطالعہ" اس لحاظ سے مفید اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے نتیجے میں مذکورہ موضوع پر جدید تحقیقات اور مصادر کا تعارف اور ان تحقیقات کے منہج و اسلوب سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس تحقیق میں جغرافیۂ سیرت پر مزید تحقیق کے لیے بنیادی و ثانوی ماخذ کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

سیرت کی جغرافیائی جہات پر قدیم مصادر

سیرت کے اولین مصادر میں سیرت نگاروں نے واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جغرافیائی جہات کو بھی بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جن علاقوں بستیوں میں وقت گزارا وہاں کے حالات و واقعات اور تاریخ، آپ ﷺ کن بستیوں میں دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے؟ کن بازاروں میں آپ نے لوگوں کو دعوت دی؟ مسلمان کہاں عبادت کرتے رہے؟ مسلمانوں پر ظلم و ستم کہاں ہوا؟ ان تمام واقعات میں موجود اماکن کا ذکر سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں کیا ہے نیز ہجرت مدینہ کے بعد غزواتِ رسول، وفود کی آمد، سیاسی وثیقہ جات میں پانیوں اور زمینوں کے تذکرے اور دیگر واقعات کی جغرافیائی تفصیلات کو سیرت نگاروں نے محفوظ کیا ہے تاہم ان کی جغرافیائی تفصیلات سیرت کے قدیم بنیادی مصادر میں نہیں ملتی۔ ابن ہشام، ابن اسحاق، واقدی اور ان سے استفادہ کرنے والے متقدمین سیرت نگاروں نے سیرت کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر ان سے متعلق مقامات و اماکن اور ان کی جغرافیائی تفصیلات ذکر نہیں کیں کہ ان مقامات کی جغرافیائی اہمیت کیا تھی اور رسول اللہ ﷺ ان علاقوں کی طرف متوجہ کیوں ہوئے۔

مغازی کے موضوع پر لکھی گئی کتب جغرافیائی جہات کا وسیع پس منظر رکھتی ہیں۔ مغازی کے ساتھ ائمہ حدیث، ائمہ فقہ و سیرت سب کا خصوصی شغف رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت کی اولین کتب سیر و مغازی کے عنوان یا موضوع

پر لکھی گئیں۔ جب سیرت پر جامع کتب لکھنے کی روایت پختہ نہیں ہوئی تھی تب مغازی پر مستقل کتب وجود میں آچکی تھیں۔ اس موضوع پر بڑا وقیع اور علمی کام ہوا اور سیر و مغازی سے متعلق مستند روایات، فقہی استدلالات کے اہم ماخذ کے طور پر مقبول ہوئیں۔ اس موضوع پر جرمن مستشرق پروفیسر جوزف ہوروٹس کی کتاب جس کا ترجمہ مولوی سید علی بلگرامی نے کیا ہے، بہت اہم ہے جس میں انہوں نے سیرت کے اولین مصادر اور معلومات و روایاتِ سیرت کی تدوین کے سلسلے میں سیرت نگاروں کی لازوال خدمات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔[3] ذیل میں چند منتخب کتب کا جامع تجزیہ اور ان میں جغرافیائی جہات کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں اماکن سیرت کا ذکر

سیرت ابن اسحاق جو دوسری صدی ہجری میں لکھا گیا سیرت کا ایک اہم اور بنیادی مصدر ہے۔ ابن اسحٰق کی کتاب کے موجودہ حصے میں جغرافیائی جہات کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ مکہ، مدینہ، ابواء، شام اور صنعاء کے علاقوں کے ناموں کے علاوہ کوئی جغرافیائی تفصیل یا محل وقوع بیان نہیں کیا گیا۔ مولد رسول ﷺ[4] کے ذکر میں آپ ﷺ کے گھر سے متعلق کوئی تفصیل نہیں نیز شق بطن کے واقعے میں بھی صرف اتنی عبارت لکھتے ہیں کہ: "**فبینا نحن خلف بیوتنا**"[5] یعنی گھروں کے عقبی طرف یہ واقعہ پیش آیا۔ اس کے علاوہ کوئی وضاحت موجود نہیں ہے۔ "**اثر الکعبۃ وبنیانھا**"[6] کے تحت کعبہ کی عمارت اور تعمیر سے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس میں صرف کعبہ کی تعمیر کے احوال اور تاریخ کا ذکر موجود ہے مگر جغرافیائی تفصیلات کا ذکر نہیں ہے۔ "**خبر الحنیفیۃ**"[7] کے عنوان سے ان لوگوں کا تذکرہ جو دین حنیف پر قائم تھے اس میں بھی صرف ایک یا دو جملے ہیں جن سے جغرافیائی پہلو کی طرف معمولی سا اشارہ کیا گیا ہے۔

ابن اسحاق نے اپنی کتاب میں اختصار کا اسلوب اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں مخصوص طرز کی تفصیلات ملتی ہیں۔ مثلاً ہجرت حبشہ کے بیان میں وہ مہاجرین حبشہ کے نام اور ان کا تعارف لکھتے ہیں،[8] ان کے حلفاء کا تذکرہ لکھتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ کون سے شریک کب اور کس موقع پر شہید ہوئے لیکن اس سارے قصے میں ان کے مقام شہادت کے علاوہ کسی مقام کا تذکرہ نہیں کرتے اور مقام کا بھی صرف نام بتاتے ہیں باقی تفصیلات نہیں بتاتے۔ لیکن اس کے متصل بعد مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی گئی تکالیف کا ذکر ہے۔[9] اس کے بیان میں ابن اسحاق کا انداز قطعی طور پر مختلف ہو جاتا ہے۔ وہ واقعات کو ایسے بیان کرتے ہیں جیسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ اس تفصیلی طرز بیان کی وجہ سے مقامات کے نام بھی شامل ہو گئے ہیں۔ غرض پوری کتاب میں جغرافیہ اور اماکن اور مقامات کے ذکر سے متعلق ابن اسحاق کا اسلوب یکساں اور لگا بندھا نہیں ہے بلکہ "کیف ما اتفق" بیان کر دیتے ہیں۔ کہیں بیان کرتے ہیں تو کہیں چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں اماکن سیرت کا ذکر

ابن ہشام کی کتاب السیرۃ النبویۃ جو تیسری صدی ہجری میں لکھا گیا سیرت کا اہم مصدر ہے؛ اس میں اگرچہ واقعات کو نسبتاً تفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن جغرافیائی تفصیلات کے معاملے میں انہوں نے بھی ابن اسحق ہی کی پیروی کی ہے، چونکہ ان کی کتاب ابن اسحق کی کتاب ہی کی تنقیح ہے اس لیے مضامین میں ابن اسحاق ہی کا عکس نظر آتا ہے۔ مثلاً مولد رسول ﷺ[10] اور شق بطن[11] وغیرہ سے متعلق روایات میں ابن ہشام دراصل ابن اسحاق ہی کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں اور دونوں کے بیانات بھی ایک جیسے ہیں جب کہ خبر الحنیفیۃ[12] سے متعلق روایات کا انداز مختلف ہے اور دونوں کی تفصیلات میں بھی اختلاف موجود ہے۔ مجموعی طور پر ان تمام مقامات میں ابن ہشام نے جغرافیائی معلومات کو اسی طرح نظر انداز کیا ہے جیسے ان کے پیش رو ابن اسحق نے کیا تھا۔ اگرچہ دونوں سیرت نگاروں کے اسلوب میں اجمال اور تفصیل کا جوہری اختلاف موجود ہے مگر جغرافیائی جہات کا بیان دونوں کے ہاں مفقود ہے۔

مفصل جغرافیائی جہات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اماکن کے محض نام ذکر کرنے کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابن اسحق کی کتاب کے موجودہ حصے میں بھی ابن اسحق کی بنسبت ابن ہشام کا اسلوب جامع ہے۔ ابن ہشام واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی عبارتوں میں نسبتاً زیادہ اماکن کے ناموں کا ذکر موجود ہے نیز بعض جگہوں پر نام کے ساتھ مختصر توضیح بھی موجود ہے مثلاً مصعب بن عمیر کا حلقۂ دعوت اور اس کی تفصیلات کا ذکر[13] ذکر جملۃ السرایا والبعوث[14] میں مہم جوئیوں سے متعلق بیانات میں کئی مقامات کے نام کا ذکر موجود ہے۔ ابن ہشام نے ہر جگہ ناموں کو ذکر کرنے کا التزام بھی نہیں کیا مثلاً قدومِ وفود کے ذیل میں مقامات کے نام نہ ہونے کے برابر ہیں حالانکہ وہاں اماکن کے ناموں کے ذکر کرنے کی کافی گنجائش موجود ہے اور متاخرین نے اس موقع پر اماکن کے نام لکھے بھی ہیں۔ اسی طرح خندق کا قصہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے مگر اس میں کسی بھی مقام کا نام موجود نہیں ہے۔

مغازی الواقدی

جغرافیائی جہات پر تحقیق کے حوالے سے امام واقدی وہ پہلے مصنف ہیں جو اماکن سیرت کے صحیح فہم کے لیے متعلقہ مقامات پر خود گئے اور وہاں کی تفصیلات جمع کیں۔[15] یہ جغرافیائی جہات پر تحقیق کی ابتدائی اور مکمل شکل ہے۔ امام واقدی کی کتاب المغازی ایک مکمل ڈاکیومنٹ اسی وجہ سے ہے کہ اس میں واقعات کی ترتیب میں جغرافیائی جہات کا دخل زیادہ ہے جس کی وجہ سے ان کا اسلوب ان کے متقدمین سے مختلف ہو گیا ہے۔

علامہ واقدی (متوفی 207ھ) کی المغازی میں یہ موضوع تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ واقدی نے اماکن سیرت پر وقیع علمی کام کیا ہے۔ انہوں نے راستے، میدان اور مقامات کی تحقیق و تفتیش میں بستی بستی گھوم کر تفصیلات کو اکٹھا کیا

اور سیرت کے واقعات کو مفصل انداز میں قلم بند کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے مصنفین کی بہ نسبت واقدی کی ذکر کردہ تفصیلات عددی لحاظ سے زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود جغرافیائی تفصیلات ان کے اسلوب کا مستقل حصہ نہیں ہیں۔ انہوں نے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسی دوران جغرافیہ سے متعلق چند جملے درمیان میں آجاتے ہیں جب کہ اکثر جگہ یہ تفصیلات مفقود ہیں۔ مثلاً ابتدائی سرایا اور غزوہ ابواط، سریہ نخلہ، غزوہ بدر اولی اور غزوہ ذات العشیرہ کی تفصیلات میں جغرافیہ سے متعلق ایک بھی جملہ موجود نہیں ہے[16] جب کہ غزوہ بدر ثانیہ میں بعض تفصیلات موجود ہیں۔ مگر وہاں بھی ہر مرحلے کی تفصیلات نہیں ہیں بلکہ کہیں کہیں اتفاقی طور پر دو چار جملے ایسے آگئے ہیں جس سے اس مقام کا کچھ جغرافیہ واضح ہو گیا ہے۔[17]

شرف المصطفیٰ للامام خرکوشی میں مغازی سے متعلق روایات میں جغرافیائی جہات

امام خرکوشی جن کا مکمل نام عبدالملک بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری (متوفی 407ھ) ہے، انہوں نے اپنی مفصل کتاب "شرف المصطفیٰ" میں واقدی سے ذرا مختلف انداز اختیار کیا ہے۔ شارحین کی طرح جو وضاحتیں متن کے اندر شامل کی ہیں ان میں کچھ معلومات جو بہت ہی قلیل مقدار میں ہیں، جغرافیہ سے متعلق آگئی ہیں۔ یہ وضاحتیں مقامات کی وضاحت کے بارے میں ہیں کہ کون سا مقام کہاں واقع ہے مثلاً الابطح، حمراء الاسد، ذات الرقع وغیرہ[18] اس سے زیادہ تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ البتہ جابجا دیگر کتب سیرت کی طرف اشارہ موجود ہے جہاں سے تفصیلات کے لیے مراجعت کی جاسکتی ہے۔

امام خرکوشی نے اپنی کتاب میں جو تفصیلات لکھی ہیں ان میں ہر جگہ یا ہر واقعے کے ساتھ اس کی جغرافیائی جہت کا التزام نہیں کیا ہے۔ امام خرکوشی کی تصنیف پانچویں صدی ہجری کے ابتدائی عرصے میں نسبتاً ایک نیا رجحان ضرور ہے مگر یہ اتنا گہرا نہیں ہے کہ اسے مستقل اسلوب شمار کیا جائے اور نہ ہی اس کے خدوخال اتنے واضح ہیں کہ اسے نئے اسلوب کا نقطہ آغاز تسلیم کیا جاسکے۔

دلائل النبوۃ للاصبہانی میں مغازی سے متعلق روایات میں جغرافیائی جہات

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی 430ھ) نے "دلائل النبوۃ" میں مغازی سے متعلق جغرافیائی تفصیلات کا استقصا نہیں کیا ہے البتہ انہوں نے دلائل النبوۃ کے مخصوص زوایے سے واقعات کو بیان کرنے کا التزام کیا ہے۔ اپنے مدعا کو بیان کرنے کے لیے جو تفصیلات انہوں نے ذکر کی ہیں ان میں بعض مقامات پر موقع محل کی جغرافیائی تفصیلات ضمناً آگئی ہیں البتہ کہیں یہ تفصیلات زیادہ ہو جاتی ہیں مثلاً غزوہ بدر کے میدان کی صورت حال ان کے متقدمین اتنی تفصیل سے بیان نہیں کرتے کہ میدان میں کیا صورت حال تھی اور میدان میں کونسا واقعہ کہاں پیش آیا جب کہ امام

اصبہانی اس موقع پر دلائل النبوۃ کو بیان کرتے ہوئے بدر کے میدان کا پورا نقشہ کھینچ دیتے ہیں[19] اسی طرح غزوہ تبوک[20] کا واقعہ بھی مفصل بیان ہوا ہے۔ جب کہ بعض مقامات پر یہ تفصیلات کم ملتی ہیں مثلاً واقعات مثلاً رجیع،[21] بیر معونہ[22] اور مریسیع[23] کے واقعات میں روایات موجود ہیں مگر ان میں کہیں کہیں کسی مقام کا نام آگیا ہے۔ یہاں زیادہ تر تفصیلات کو چھوڑ دیا ہے کیوں کہ کتاب کے موضوع سے ان کا تعلق نہیں ہے۔

جوامع السیرۃ للامام ابن حزم اندلسی میں مغازی سے متعلق روایات میں جغرافیائی جہات

جوامع السیرۃ جغرافیائی اسلوب کی نمائندہ پہلی کتاب ہے جسے جغرافیائی اسلوب کا نقطہ آغاز تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اس کتاب میں جغرافیائی تفصیلات کثرت سے ملتی ہیں۔ جوامع السیرۃ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، سیرت کی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ مصنف امام ابن حزم نے سابقہ روایت سے ہٹ کر نیا اسلوب اختیار کیا ہے۔ اس سے پہلی کتب دراصل سابقہ کتب کا اضافہ شدہ ایڈیشن نظر آتی ہیں لیکن امام ابن حزم کا اسلوب بالکل نیا ہے۔ وہ واقعات کو مکان و زمان کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کہاں سے روانہ ہوئے؟ کہاں سے گزرے؟ کہاں قیام فرمایا؟ کہاں مسجد بنائی؟ آپ مقامات کا محل وقوع اور علامات بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام ابن حزم کی تصنیف کے مطالعے اور دیگر کتب کے تقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیرت کے روایتی مصادر کے علاوہ دیگر مصادر سے بڑی تعداد میں استفادہ کیا ہے اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی تصنیف کا حصہ بنایا ہے۔ مثلاً غزوہ ذات العشیرہ سے متعلق ان کے ایک بیان میں متعدد تفصیلات موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کب کہاں سے چلے؟ کہاں کہاں سے گزرے؟ کس مقام پر کب پہنچے اور کب وہاں سے آگے روانہ ہوئے؟ کن کن راستوں سے گزرے؟ کس جگہ قیام فرمایا؟ وہاں کے مختصر احوال غرض ممکنہ حد تک تفصیلات انہوں نے بیان کی ہیں۔[24] امام ابن حزم کا یہی اسلوبِ بیان کم و بیش ہر جگہ پر موجود ہے۔[25] حسب ضرورت کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے مگر جس تسلسل کے ساتھ یہ خاصیت نظر آتی ہے یہ انہی کا خاصہ ہے جو ان سے قبل کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

ممکن ہے اس اسلوب کا باعث یہ ہو کہ وہ قرطبی، اندلسی تھے۔ جیسا کہ ان کی بائیوگرافی سے ظاہر ہے کہ وہ زیادہ عرصہ یورپ میں ہی مقیم رہے، تو یورپ کے لوگوں کے لیے معالم سیرت یا جغرافیہ سیرت کو درست طریقے سے سمجھانے کے لیے انہوں نے یہ اسلوب اختیار کیا جب کہ متقدمین میں سے عرب سیرت نگاروں نے اس اسلوب کو اس وجہ سے اختیار نہ کیا کہ جغرافیہ سیرت کے تمام مقامات و اماکن خطۂ عرب میں موجود تھے۔ وہ چونکہ ان معالم سے فطری طور پر واقف تھے اور عربوں کے لیے ان واقعات کو جغرافیائی تفصیلات کے ساتھ سمجھنا زیادہ دشوار نہیں تھا جب کہ اندلس میں موجود قوم کے لیے خطۂ عرب کے نقشے کو سمجھنا نسبتاً مشکل تھا اس لیے واقعاتِ سیرت کی بہتر

تفہیم کے لیے یہ اسلوب نظریہ ضرورت کے تحت وجود میں آگیا۔ ان کے مفصل اور جامع اسلوب کی وجہ سے ان کی کتاب کو سیرت کے جغرافیائی اسلوب کا نقطہ آغاز قرار دیا جاسکتا ہے۔

المحبر۔ محمد بن حبیب

ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی (الہاشمی بالولاء) (متوفی 245ھ) کی کتاب المحبر مکہ اور قریش مکہ کے حالات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس میں موضوعات کی بڑی تعداد موجود ہے جن میں مکہ میں رہنے والی اقوام بنو ہاشم، بنو عباس، بنو امیہ کی تاریخ، آثار، انساب، ایام عرب غرض ہر طرح کی معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔ انہی کی ایک کتاب المنمق فی اخبار قریش بھی ہے جس میں قریش کی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔ مگر المحبر میں انہوں نے مکہ کے خارجی تعلقات اور عرب کے احوال کو بیان کیا ہے جس میں بہت سی اہم معلومات آگئی ہیں۔ انہی معلومات میں عرب کے بازاروں اور علاقوں سے متعلق بہت سی اہم تفصیلات آگئی ہیں جو سیرت کے جغرافیائی مطالعے میں معاون بن سکتی ہیں۔ اس ضمن میں اسواق العرب کا تذکرہ اور غزوہ بن لحیان کی معلومات کو نمونے کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔[26]

اخبار مکہ۔ محمد بن عبد اللہ الازرقی

ابو الولید محمد بن عبد اللہ ازرقی (متوفی 250ھ) نے اخبار مکہ کے نام سے جامع کتاب لکھی ہے جس میں مکہ مکرمہ کی مفصل تاریخ بیان کی ہے۔ اس میں مکہ کے تمام معالم، ان کی اہمیت اور ان کی تاریخ اور ان سے متعلق تمام مشہور واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے اور جغرافیہ سیرت کے حوالے سے معلومات سے بھرپور ہے۔ مکہ کے بازار، زم زم کا کنواں اور مسجد حرام کی حدود سے متعلق ان کی ابحاث کو دیکھا جائے تو انہوں نے کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑا۔[27] ان ابحاث میں جغرافیہ سے متعلق تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

تاریخ المدینہ۔ ابن شبہ

اس کتاب کے مصنف ابو عمر ابن شبۃ النمیری البصری (متوفی 262ھ) ہیں جو مشہور محدث اور مؤرخ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف جابجا احادیث، اسناد اور فقہی مسائل کو ذکر کرتے ہیں اور اس مقام سے متعلق واقعات کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تاریخ مدینہ کے موضوع پر مفصل اور مستند کتاب ہے۔ کتاب میں مصنف نے جس مقام کو لیا ہے اس سے متعلق ہر پہلو سے تفصیل بیان کی ہے۔ یہاں مدینہ منورہ کے اماکن کے جغرافیائی محل وقوع کا بیان اور دیگر تفصیلات کثرت سے مل جاتی ہیں۔ یہ کتاب تاریخ مدینہ پر لکھی گئی قدیم ترین کتب میں سے ایک ہے اور سیرت کے جغرافیائی مطالعے کے لیے بہترین ماخذ ہے۔[28]

الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ۔ ابن النجار

الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن محمود ابن النجار (متوفی 643ھ) ہیں۔ یہ کتاب مدینہ کی تاریخ پر ایک اہم ماخذ ہے۔ اس میں ابن نجار نے عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں پیش آنے والے واقعات کو مرتب انداز میں پیش کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ معلومات جمع کی ہیں۔ انہی معلومات میں جغرافیہ سے متعلق تفصیلات بھی آگئی ہیں۔ ابن نجار جس قصے کو بیان کرتے ہیں اس کا محل وقوع بھی ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب سیرت کے جغرافیائی مطالعے کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے۔[29]

شفاء الغرام باخبار بلد الحرام۔ تقی الدین الفاسی

یہ کتاب تقی الدین محمد بن احمد المکی الفاسی (متوفی 832ھ) کی ہے جس کا موضوع تاریخ مکہ ہے۔ یہ کتاب تاریخ مکہ پر نویں صدی ہجری کا اہم ماخذ ہے۔ اس کتاب کے اصلی ماخذ متقدمین کی مذکورہ بالا کتب ہی ہیں مگر ان کے ہاں مضامین کی ترتیب عمدہ ہے اور مختلف عنوانات پر سیر حاصل معلومات جمع کی گئی ہیں۔ کتاب میں جہاں جہاں مقامات کا تذکرہ آیا ہے وہاں اس مقام کی تاریخ اور جغرافیہ کا ذکر موجود ہے اس وجہ سے یہ کتاب سیرت کے جغرافیائی مطالعے کے لیے ایک اہم ماخذ ہے۔[30]

سیرت کے قدیم مصادر کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ سیرت کے مصادر اصلیہ میں جغرافیائی تفصیلات، مقامات کی جغرافیائی کیفیت، احوال اور محل وقوع سے زیادہ بحث نہیں کی گئی۔ سیرت نگاروں نے ضرورت کے وقت مقامات کے ناموں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ سیرت کے جن متون کو اس مطالعے میں سامنے رکھا گیا ان میں کہیں بھی اماکن اور مقامات کے ناموں کے علاوہ کوئی جغرافیائی تفصیل موجود نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ کسی مقام کے تعارف میں ایک آدھ جملہ محل وقوع سے متعلق لکھ دیا کہ اس مقام سے فلاں واقعہ متعلق ہے یا اس مقام پر فلاں واقعہ پیش آیا۔

اس مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ سیرت کی جغرافیائی جہات جاننے کے لیے سیرت کے مصادر اصلیہ کافی نہیں ہیں۔ سیرت کے مصادر اصلیہ کے اسلوب میں پانچویں صدی ہجری تک جغرافیہ کے موضوع کو شامل نہیں کیا گیا۔ بعد کے مصنفین نے اپنی کتب کی بنیاد چوں کہ مصادر اصلیہ پر رکھی اس لیے انہوں نے بھی متقدمین کی پیروی کی جس کی وجہ سے جغرافیائی جہات میں بہت زیادہ تبدیلی نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت کی جغرافیائی جہات کے لیے سیرت کے غیر روایتی مصادر کی طرف رجوع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جہاں جغرافیہ سے متعلق تفصیلات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

سیرت کی جغرافیائی جہات پر جدید تحقیقات

سیرت کی جغرافیائی جہات پر جدید تحقیقات بھی اپنے اسلوب اور مواد کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہیں۔ ان جدید تحقیقات کی وجہ سے جغرافیہ سے متعلق موضوعات پر عمدہ مجموعے سامنے آگئے ہیں۔ اما کن پر موجودہ تحقیقات اس حوالے سے ممتاز ہیں کہ ان میں بعض ایسی اضافی معلومات بھی شامل ہوگئی ہیں جو حدیث و سیرت کے علاوہ دیگر مصادر میں جابجا بکھری ہوئی تھیں۔ ان تحقیقات سے یہ بھی فائدہ ہوا ہے کہ طویل زمانہ گزرنے سے ان مقامات میں جو تبدیلی آئی ہے اور اس کے بعد موجودہ حالات کو تفصیل سے ان کتب میں سمودیا گیا ہے۔

اردو مصادر سیرت میں جغرافیائی جہات

اردو میں سیرت کی مفصل کتب میں سیرت نگاروں کا رجحان اگرچہ روایات کو جمع کرنے اور ان کی روایت ودرایت پر تحقیق کا ہے تاہم سیرت کی بعض جہات سے متعلق خصوصی تحقیقات جغرافیائی حوالوں سے ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ذیل میں سیرت کی اردو کتب میں سیرت کی جغرافیائی جہات سے متعلق مواد کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

تاریخ ارض القرآن، سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی کی کتاب تاریخ ارض القرآن درحقیقت ارض القرآن کی تاریخ کا اردو مصدر ہے تاہم ارض القرآن میں جس طرح امم سابقہ کے علاقے شامل ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی جنگیں، شہر مکہ اور دیگر مقاماتِ سیرت بھی ارض القرآن ہی کا حصہ ہیں۔ گویا سید سلیمان ندوی کی کتاب ارض القرآن کا یہ حصہ ارض السیرۃ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے جغرافیہ قرآنی کے ضمن میں جغرافیہ سیرت سے متعلق ابحاث بھی شامل کی ہیں۔ تاریخ ارض القرآن میں اصل موضوع پر تحقیق کے علاوہ جغرافیہ کے فنی مباحث پر بھی ایک وقیع مقدمہ موجود ہے جو جغرافیہ پر تحقیق کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

تاریخ ارض القرآن میں جغرافیہ سیرت کے مباحث کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ پہلی جلد میں عرب کے جغرافیہ کا مفصل تعارف، عرب کی جغرافیائی تقسیم، عرب کے علاقوں کے نام اور ان کی حدود، پیداوار، آثار قدیمہ کا جغرافیائی مطالعہ شامل ہے جب کہ اصحاب الفیل، اصحاب الاخدود اور حبشہ سے متعلق بھی مختصر مباحث موجود ہیں۔[31] جب کہ دوسری جلد میں سیرت سے متعلق مباحث، اوس اور خزرج کا مسکن، قریش اور قریش کا مسکن، عربوں کی تجارت نیز عرب کے بازاروں کے موضوعات تاریخ کے ساتھ ساتھ جغرافیائی تفصیلات کے حامل ہیں۔[32]

عہد نبوی کے میدان جنگ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کی پہلی مذکور کتاب عہد نبوی کے جنگی میدانوں کا خصوصی مطالعہ ہے جس میں انہوں نے بدر، احد، خندق، فتح مکہ، حنین و طائف اور یہود کی لڑائیوں کے عنوانات قائم کر کے ان میدانوں کا مطالعہ کیا ہے اور وہاں پیش آنے والے واقعات اور دیگر مقامات کو تفصیل کے ساتھ جغرافیہ کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن کتاب میں ان میدانوں کے نقشے اور تصاویر بھی شامل ہیں جن سے اس کتاب کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ کتاب میں جنگی میدانوں کے علاوہ بھی بعض مقامات اور قبائل کے جغرافیہ کا ذکر موجود ہے۔[33]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی دوسری کتاب "رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی" کے عنوان سے ہے۔ اس کتاب کا موضوع اگرچہ جغرافیہ نہیں ہے لیکن سیاسی حکمت عملی، فیصلے اور انتظامات کے مباحث کی تفہیم جغرافیائی تفصیلات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے سیاسی فیصلوں کے ساتھ جغرافیائی جہات کا ذکر کثرت کے ساتھ آ گیا ہے۔ مثلاً سیرت کے جغرافیہ سے متعلق مباحث میں فتح مکہ کا پس منظر و پیش منظر، ہجرت حبشہ، کو جامع انداز سے جغرافیائی تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جب کہ بعض مباحث (مثلاً قبیلہ مزینہ کی معدنی کانوں سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے فیصلے) میں اماکن کی موجودہ حالت اور جغرافیہ بھی بیان کیا ہے۔[34]

تاریخ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ، مولانا محمد عبد المعبود

مولانا محمد عبد المعبود نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہروں کی تاریخ پر یہ دو کتابیں تحریر کی ہیں۔ حرمین شریفین کی اس تاریخ میں جغرافیائی جہات کثرت سے موجود ہیں۔ تاریخ مکہ مکرمہ 3 جلدوں میں تھی جو کہ اب ایک جلد میں جمع کر دی گئی ہے۔ اس میں مکہ مکرمہ کی تاریخ کے ساتھ اس کا جغرافیائی محل وقوع، زمینی حدود، موسم، آب و ہوا، قدیم مکانات و مساکن کی جغرافیائی تفصیلات اور بعض نقشے بھی موجود ہیں۔[35] اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں قدیم تاریخ کے ساتھ ساتھ بعد کے زمانوں میں ہونے والی تبدیلیاں اور تاریخی احوال بھی موجود ہیں۔ تاریخ مدینہ منورہ میں بھی مولانا محمد عبد المعبود نے مدینہ کی تاریخ کے ساتھ جغرافیہ کا ذکر کیا ہے۔ مدینہ منورہ کا محل وقوع، مساجد، تاریخی کنویں اور دیگر مقامات کی تاریخ کے ساتھ ان کا محل وقوع اور جغرافیائی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ اس کتاب میں بھی میں قدیم کے ساتھ جدید تاریخ موجود ہے۔[36]

تاریخ المسجد النبوی الشریف و تاریخ المدینۃ المنورۃ، ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی

ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی نے مکہ مکرمہ کی قدیم و جدید تاریخ نیز مدینہ منورہ اور اس کے بعض حصوں پر مستقل کتب تحریر کی ہیں۔ اصل کتب عربی میں لکھی گئیں لیکن بعد میں مصنف نے ان کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ

کتب اسلوب کے لحاظ سے دیگر تواریخ سے مختلف ہیں۔ اماکن کا قدیم جغرافیائی محل وقوع، تاریخی تفصیلات اور موجودہ حالات کے ساتھ ان سے متعلق روایاتِ حدیث وسیرت نیز فقہی مباحث کتاب کا حصہ ہیں۔ ان کتب کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں نقشے، خرائط، جدید ترین اور موجودہ درست پیمائش کے ساتھ ذکر کیے گئے نیز نقشوں میں پرانی کتب کے نقشوں کو شامل کرنے کی بجائے جدید طرز پر تیار کیا گیا ہے اور کتاب میں رنگین تصاویر بھی شامل ہیں۔[37]

الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ سامی بن عبد اللہ المغلوث

سامی بن عبد اللہ المغلوث کا جمع کردہ اطلس جغرافیہ سیرت کے بنیادی فہم میں معاون ہے۔ اڑھائی سو صفحات سے زائد پر مشتمل یہ اطلس بڑی تعداد میں نقشوں اور اہم تصاویر پر مشتمل ہے۔ نقشوں کی کل تعداد تقریباً 75 ہے جنہیں عنوان کی مناسبت سے مختلف جگہوں پر دکھایا گیا ہے۔ کتاب میں "اطلس التاریخی نام کی مناسبت سے عصر جاہلی کے خرائط اور تصاویر شامل ہیں اور اس پر مستقل باب بنایا گیا ہے۔[38]

سامی بن عبد اللہ المغلوث کے دیگر اطلسات اور خرائط بھی موجود ہیں جن میں عہد خلفائے راشدین کے تفصیلی خرائط، عہد دولۃ امویہ اور عہد دولۃ عباسیہ سے متعلق اطلس کافی معروف اور متداول ہیں۔ بعض مقامات کے ماضی اور مستقبل کی صورت حال کو سمجھنے کے لیے یہ خریطے اہم ہو سکتے ہیں۔

اطلس السیرۃ النبویہ دکتور شوقی ابو خلیل

دکتور شوقی ابو خلیل کا یہ اطلس جامع اور جدید ہے۔ یہ تقریباً سوا تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مکررات کو ملا کر مجموعی طور پر یہ اطلس سینکڑوں جدید نقشوں اور تصاویر پر محیط ہیں۔ اس کے علاوہ اطلس القرآن اور اطلس الحدیث النبوی کے نام سے بھی ان کے اطلس موجود ہیں۔ عرب کے راستوں اور مقامات سے متعلق نقشے موجود ہیں، غزوات اور سرایا سے متعلق بھی نقشے اور تصاویر موجود ہیں۔ یہ اطلس سیرت کے مضامین کو سمجھنے میں معاون ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اطلس الحدیث النبوی کی اہمیت بھی کسی طرح سے کم نہیں ہے کیوں کہ اس میں بھی بہت نقشے اور تصاویر سیرت کی جغرافیائی جہت کو سمجھنے میں معاون ہیں۔[39]

اطلس الحضارۃ الاسلامیہ دکتور اسماعیل راجی الفاروقی و دکتور لویس لمیاء الفاروقی

دکتور اسماعیل راجی الفاروقی کا یہ اطلس حضارۃ اسلامیہ سے متعلق ایک جامع کتاب ہے جس میں تفصیلات کے ساتھ خرائط موجود ہیں۔ اس میں ساتھ سے بنے ہوئے تقریبا 88 خرائط موجود ہیں جن میں سے نصف سیرت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اشکال بھی کتاب کا حصہ ہیں۔[40]

سیرت کی جغرافیائی جہات پر تحقیق کے مطالعہ سیرت پر اس کے اثرات

سیرت کے غیر روایتی مصادر کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان مصادر میں جو مفصل کتابیں تاریخ کے موضوع پر لکھی گئیں ان میں جغرافیہ سیرت کی جزئیات متفرق طور پر موجود ہیں۔[41] ان تواریخ کا جو حصہ سیرت سے متعلق ہے اس میں تاریخی بحث کے دوران بہت سی ایسی جزئیات سامنے آتی ہیں جن سے اس مقام کا جغرافیہ معلوم ہو جاتا ہے۔ لیکن مصنفین نے ہر جگہ ان تفصیلات کا التزام نہیں کیا اس لیے ہر جگہ ایسی تفصیلات نہیں ملتیں۔ تاریخ کے مقابلے میں انساب کی کتب میں جغرافیائی نوعیت کی بہت کم معلومات ملتی ہیں مگر وہاں جو معلومات ہیں وہ دوسری کتب میں نہیں ملتیں۔ بعض صحابہ کے تذکروں میں ان کے واقعات کے دوران کسی مقام کا ذکر مل جاتا ہے۔ بلدان و جغرافیہ کی کتب میں جغرافیائی تفصیلات مل جاتی ہیں مگر یہ کتب مختصر ہیں جس کی وجہ سے جغرافیائی تفصیلات کا احاطہ نہیں ہو سکتا مگر اس کے باوجود بھی اہم اور بنیادی نوعیت کی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔

عرب کے جغرافیہ دانوں اور تاریخ نویسوں نے اس خلاء کو پر کرنے کی کوشش کی۔ اکثر مصنفین نے جغرافیہ عرب کو لکھتے ہوئے حصہ سیرت کو خصوصی اہتمام کے ساتھ لکھا ہے مثلاً البلدان میں یعقوبی نے مکہ اور مدینہ کے ذکر کو اہتمام کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض نے سیرت سے متعلق حصے کو باقی کتاب پر مقدم رکھا ہے مثلاً البلدان لابن الفقیہ میں مکہ کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کتاب کے شروع میں موجود ہے۔ جب کہ بعض نے اس پر مستقل کتب تصنیف کر دی ہیں مثلاً احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم اور مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن میں صرف اسلامی علاقوں اور ان کے جغرافیائی احوال کو بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ معاجم کے مصنفین نے اعلام و اماکن کی ترتیب کو پیش نظر رکھا ہے اور پھر ان کے ساتھ ان سے متعلق واقعات اور روایات کو بھی بیان کیا ہے جن میں جغرافیائی تفصیلات بھی شامل ہو گئی ہیں۔

جغرافیائی معلومات کے تناسب کو دیکھا جائے تو تاریخ، انساب، جغرافیہ وغیرہ کی تمام کتب میں سے تاریخ مکہ و مدینہ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب کو فوقیت حاصل ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کتب میں جغرافیائی تفصیلات کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان مصنفین نے سابقہ مصادر پر اعتماد کے ساتھ ساتھ خود گھوم پھر کر ان اماکن، آثار اور مقامات کا مشاہدہ کیا اور معلومات کو جامع انداز میں پیش کیا ہے جس سے ان کے کام کی وقعت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ نیز مکہ اور مدینہ دونوں شہروں میں سے ہر ایک پر مستقل کتاب ہونے کی وجہ سے ان میں جغرافیائی معلومات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں جس کی وجہ سے یہاں بیان کردہ واقعات دیگر کتب کی بنسبت مکمل نظر آتے ہیں۔

سیرت کے جدید اردو مصادر چونکہ مخصوص موضوعات پر ہیں اور ان مصادر میں متعلقہ موضوع پر وقیع علمی ابحاث موجود ہیں اس لیے ان میں جغرافیہ کو خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔ بعض کتب میں تو بحث ہی قدیم جغرافیہ پر کی گئی ہے جب کہ بعض میں قدیم کے ساتھ جدید جغرافیہ بھی شامل ہے اور ان مصادر میں جغرافیائی جہات کے شامل ہونے سے ان کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اردو کے یہ مصادر انہی امتیازات کی وجہ سے سیرت کے مجموعی ادب میں اپنی نمایاں پہچان رکھتے ہیں۔ ان مصادر کے یہ امتیازات اور ان کا مقبول عام ہونا اس منہج و اسلوب کی اہمیت و ضرورت کو واضح کرتا ہے۔

نتائج بحث

1. جغرافیہ ٔسیرت کے مطالعے کے لیے غیر روایتی مصادر میں سب سے بہترین ماخذ تاریخ مکہ و مدینہ کی کتب ہیں۔ دوسرے درجے میں کتب بلدان اور جغرافیہ، تیسرے درجے میں کتب تاریخ اور چوتھے نمبر پر کتب انساب کی اہمیت ہے۔
2. تحقیق و تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کی مفصل اور جامع اردو کتب کی بنسبت سیرت کے خصوصی مطالعات میں جغرافیائی جہات سے متعلق مواد زیادہ ملتا ہے، یہ اردو مصادر اماکنِ سیرت کی موجودہ صورت حال پر تازہ ترین مواد رکھتے ہیں اور سیرت کی جغرافیائی جہات پر تحقیق کے لیے معاون ہو سکتے ہیں۔
3. موجودہ زمانے میں کنوؤں، میدانوں، پہاڑوں کے جغرافیہ اور تاریخ پر ہونے والا جدید کام سیرت کی جغرافیائی تفصیلات سے لبریز ہے مگر یہ کام ایک جامد شکل میں ہے۔ ان جزئیات کا مطالعہ کرکے سیرت کے نامکمل واقعات کو تفصیل کے ساتھ پیش کرنا اور عصر حاضر کے مسائل کے ساتھ مربوط کرکے پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ط 2009ء۔ ص 103

[2]۔ ندوی، سید سلیمان، اعظم گڑھ: دار المصنفین، س ن۔ ج 1، ص 3

[3]۔ بلگرامی، ڈاکٹر سید علی، تمدن عرب، لاہور: مقبول اکیڈمی، س ن۔

[4]۔ محمد بن اسحق بن یسار المطلبی، کتاب السیر والمغازی، دار الفکر، بیروت، ط 1978ء۔ ص 48

[5]۔ ابن اسحق، کتاب السیر والمغازی، ص 50

[6]- ابن اسحق، کتاب السیر والمغازی، ص96 ومابعد

[7]۔ ابن اسحق، کتاب السیر والمغازی، ص 115

[8]۔ ابن اسحق، کتاب السیر والمغازی، ص 223

[9]۔ ابن اسحق، کتاب السیر والمغازی، ص230 ومابعد

[10]۔ ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، مصر: شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، ط1955ء۔ ج1 ص158

[11]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1 ص164

[12]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1 ص204

[13]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1 ص438

[14]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2 ص609

[15]۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبری، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء، ج5، ص494

[16]۔ محمد بن عمر واقدی، المغازی، بیروت: دار الاعلمی، ط1989ء۔ ج1، ص12، 13، 19 ومابعد

[17]۔ ایضاً: ج1 ص11 ومابعد۔ ملاحظہ ہو: "تربان" کا ذکر ص20 پر

[18]۔ خرکوشی، عبد الملک بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری، شرف المصطفیٰ، مکہ: دار البشائر الاسلامیہ، ط1424ھ۔ مثلاً دیکھیے: لفظ "الابطح"، ج1 ص87۔ حمراء الاسد، ج3 ص34۔ ذات الرقاع، ج3 ص41۔ اعجب المنازل، ج3 ص47

[19]۔ اصبہانی، دلائل النبوۃ، ج1 ص469۔ (ماحدث من المعجزات فی غزوۃ بدر)

[20]۔ ایضاً: ج1 ص520

[21]۔ ایضاً: ج1 ص505 ومابعد

[22]۔ ایضاً: ج1 ص512

[23]۔ ایضاً: ج1 ص515

[24]۔ ابن حزم اندلسی، جوامع السیرۃ، ص78

[25]۔ مزید تفصیلات کے لیے اس کتاب کے واقعات ملاحظہ ہوں: ابن حزم اندلسی، جوامع السیرۃ، غزوہ بدر ثانیہ، ص82۔ غزوۃ بنی قینقاع، ص121۔ غزوۂ خندق، ص147

[26]۔ ابن حبیب، ابو جعفر محمد البغدادی، المحبر، بیروت: دار الآفاق الجدیدہ، س ن۔ ص114 (غزوہ بنی لحیان)، 263 (اسواق)

[27]۔ ازرقی، ابو الولید، محمد بن عبد اللہ بن احمد، اخبار مکہ وماجاء فیہا من الآثار، بیروت: دار الاندلس للنشر، س ن۔ ملاحظہ ہو: ج1 ص183، ج2 ص62 ومابعد

[28]۔ ابن شبۃ، ابو زید عمر النمیری البصری، تاریخ المدینۃ، جدۃ: سید حبیب، ط1399ھ۔ ج1، ص99۔ یہ کتاب تاریخ مدینہ پر ہے اور اس میں کثرت سے اماکن کا ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو: ج1، ص16 (ذکر البلاط الذی حول المسجد)، ج1، ص155 (باب ماجاء فی النقیع)

[29]۔ ابن نجار، ابو عبد اللہ محمد بن محمود، الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، س ن۔ ملاحظہ ہو: ص55 (وادی عقیق)، ص131 (مسجد ضرار)

[30]۔ تقی الدین الفاسی، محمد بن احمد، شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ط2000ء۔ ملاحظہ ہو: ج1، ص120 ومابعد (ذکر شئ من فضل مکہ وجدہ وطائف)، ج2، ص336 (ذکر الاصنام التی کانت بمکہ وحولھا)

[31]۔ ملاحظہ ہو: سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج1۔ جغرافیہ عرب: ص157 اصحاب الفیل: ص304، حبشہ: ص309

[32]۔ ملاحظہ ہو: سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ج2۔ اوس و خزرج کا مسکن: ص96 ومابعد، قریش: ص109، عرب میں بازار اور تجارت: ص122 ومابعد

[33]۔ ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ، دکن: انتظامی پریس حیدرآباد، ط2000ء۔

[34]۔ ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: نگارشات، ط2013ء۔ فتح مکہ: ص99 ومابعد، ہجرت حبشہ: ص106 ومابعد، حجازی عربوں کے تعلقات: ص111، مزینہ: ص245

[35]۔ محمد عبدالمعبود، تاریخ المکۃ المکرمۃ، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن۔ محل وقوع: ص29، اولاد اسماعیل کے مساکن: ص133، قریش کے قبائل ومساکن: ص164

[36]۔ محمد عبدالمعبود، تاریخ مدینہ منورہ، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن۔ محل وقوع: ص19 ومابعد، امہات المؤمنین کے مکانات: ص130، مساجد: ص437

[37]۔ محمد الیاس عبد الغنی، تاریخ مدینہ منورہ، 1419ھ۔ محمد الیاس عبد الغنی، تاریخ المسجد النبوی الشریف، 1419ھ۔

[38]۔ سامی بن عبد اللہ المغلوث، الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ﷺ، الریاض: مکتبۃ العبیکان، ط2004ء۔

[39]۔ شوقی ابو خلیل، دکتور، اطلس السیرۃ النبویہ، دمشق: دار الفکر، ط2003ء۔

[40]۔ اسماعیل راجی الفاروقی ولویس لمیاء الفاروقی، اطلس الحضارۃ الاسلامیہ، الریاض: مکتبۃ العبیکان، س ن۔

[41]۔ سید سلیمان ندویؒ نے تاریخ ارض القرآن میں ان تمام کتابوں کا چارٹ دیا ہے اور ان میں جہاں جہاں جغرافیہ عرب کے مضامین موجود ہیں ان کی طرف نشاندہی کی ہے۔ ملاحظہ ہو: سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، اعظم گڑھ: دار المصنفین، س ن۔ ج1 ص16 ومابعد